UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

سلسلہ نقشبندیہ کے بنیادی تربیتی اصول اوران کے روحانی ونفسیاتی اثرات:

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Fundamental Principle of *Naqshbandīah Ṣūfī* order and its Spiritual and Psychological Impacts :An Analysis from Islamic Perspective

Asim Iqbal
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, NUML University Islamabad, Pakistan
Email: asim3738@gmail.com

Dr. Noor Hayat Khan
Associate Professor and Chairman, Department of Islamic Studies, NUML University Islamabad, Pakistan
DOI: 10.33195/journal.v4i01.246

Abstract:
This paper intends to know about the fundamental principles for spiritual training adopted by the Naqshbandīah Ṣūfī order. It is one of the major Ṣūfī order like Qādrīah, Suhrwardīah and Chishtīah may be called as pillars of Islamic Sufism. Is the system and principles of this Ṣūfī order are in accordance with the teaching of Qur'ān and Sunnah. Employing analytical method this study wants to grasp, what is the ultimate objective of Naqshbandīah principles for spiritual training. This study finds that the principles and manners adopted in this Naqshbandīah order aims to rectify esoteric imbalance from human life. It may change the life of humanity providing them guidance towards internal (of heart) and external (body) which causes to impact social life positively. The institution and khānqā'ī system of Naqshbandīah is a source of better impact upon human soul, psychology and social living style. These principles incorporate universal values and Ṣūfī Da'wah role has nothing to do with the question of race, colour and religion. This Ṣūfīs order focused to reunite the broken relation of humankind with God and its whole philosophy and thought never conflict with the universal teaching of Qur'ān and Sunnah.

Keywords: *Naqshbandīah Ṣūfī order, Fundamental Principles, Spiritual Training, Guidance, spiritual & Psychological Impacts*

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

1۔ تمہید:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے سیدنا آدم علیہ السلام کے ذریعے انبیاء کرام کا ایک سلسلہ شروع فرمایا جس کی آخری کڑی خاتم النبیین سیدنا محمد ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس دین کی تکمیل فرمائی جو سیدنا آدم اور تمام انبیاء کرام کو دیا گیا تھا۔ دینِ اسلام کے اہم شعبوں میں عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان میں سے کسی ایک شعبے کو ترک کرنا گویا پورے دین کو ترک کرنا ہے۔ اسلام جہاں اپنے ماننے والوں کو عقائد و عبادات میں اخلاص اور خلوص کا حکم دیتا ہے وہاں وہ ہر مسلمان سے یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ اس کا اخلاق و کردار بھی مثالی ہو۔ عقائد و عبادات کی اصلاح و بہتری کے لیے علم الکلام اور علم الفقہ مدون کیا گیا جو کہ قرآن و سنت سے ہی اخذ کیے گئے ہیں۔ انسانی اخلاق و کردار کو مثالی بنانے اور اور اس کی روحانی و باطنی اصلاح و تربیت کے لیے تزکیہِ نفس، احسان و سلوک یا تصوف کے نام سے ایک علمی و عملی نظام قائم کیا گیا۔ جس کی ابتداء دورِ رسالت میں صفہ کے ادارے سے ہوئی تھی جہاں بہت سے اصحابِ رسول ﷺ تزکیہ نفس اور اصلاحِ باطن کے لیے ہمہ وقت موجود رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ احسان و تصوف نے بھی دین کے دیگر شعبوں کی طرح ترقی کی اور مختلف ادارے اور جماعتیں وجود میں آئیں جنہوں نے بندگانِ خدا کی روحانی اور باطنی اصلاح کو اپنی کوششوں کا محور و مرکز بنایا۔

برصغیر پاک و ہند میں اس حوالے سے چار مشہور و معروف سلاسلِ تصوف (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ) کی کوششیں لائقِ تعریف و تحسین ہیں۔ ان چاروں سلاسل نے برصغیر میں لوگوں کے روحانی و باطنی، انفرادی و اجتماعی اور دینی و معاشرتی مسائل کا نہ صرف ادراک کیا بلکہ ان کا حل پیش کر کے ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا کیا۔ یہ چاروں سلسلے قرآن و سنت پر مبنی مختلف اصولوں اور طریقوں کے ذریعے بندگانِ خدا کے نفس و روح کا تزکیہ کر کے ان کو اس حقیقی منزل یعنی معرفت الٰہی یا وصول الی اللہ تک پہنچاتے ہیں۔ درحقیقت یہ چاروں سلاسلِ تصوف مختلف ذرائع اور راستے ہیں جن کی حقیقی منزل معرفت الی اللہ یا وصول الی اللہ ہے۔ جیسا کہ درج ذیل شکل سے واضح ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

تصوف و احسان کے مذکورہ بالا سلاسلِ اربعہ میں بلاشعبہ نقشبندی سلسلہ اپنا ایک منفرد مقام اور حیثیت رکھتا ہے۔ اس سلسلے کا پورا تربیتی نظام چند بنیادی اصولوں اور اصطلاحات پر مبنی ہے۔ یہ اصول اس سلسلے کے بانی اور عظیم صوفی بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ (متوفی 1179ء) اور خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ (متوفی 1389ء) نے متعارف کروائے تھے۔ نقشبندی خانقاہی نظام میں ان اصولوں اور اصطلاحات کو ایک بنیاد اور اساس کا درجہ حاصل ہے۔ ان اصولوں کی اسی بنیادی اہمیت کی بنا پر بہت سے اہلِ علم نے اس حوالے سے بحث و تحقیق کی ہے۔ جن میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

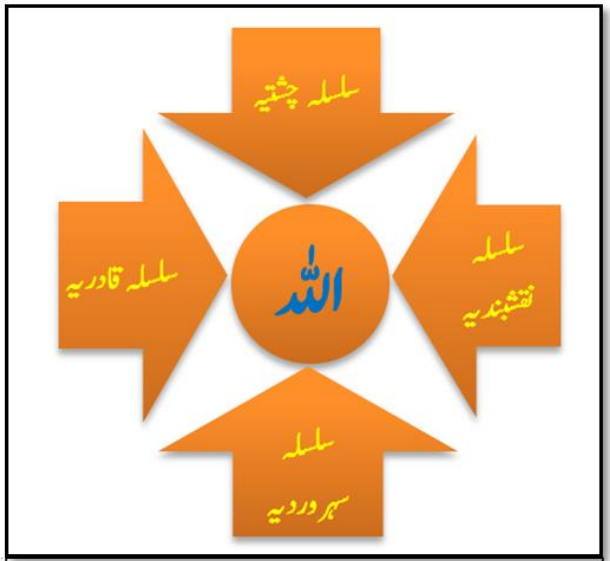

شکل نمبر 1: سلاسل اربعہ اور ان کا مقصدِ حقیقی

i. رسالہ القول الجمیل فی بیان سواء السبیل از شاہ ولی اللہؒ: خانقاہی نظام اور سلاسلِ تصوف کے حوالے سے لکھے گئے اس رسالے میں مصنف نے سلسلہ نقشبندیہ کے اعمال و اشغال کے ضمن میں ان اصولوں اور اصطلاحات کو مختصراً بیان کیا ہے۔

ii. اسلام اور خانقاہی نظام از ڈاکٹر امان اللہ بھٹی: خانقاہی نظام کے حوالے سے لکھا گیا پی—ایچ-ڈی سطح کا مقالہ ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے تمام سلاسلِ تصوف کا تعارف لکھا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے تعارف کے ضمن میں اس سلسلے کے اصولوں کے بیان کیا گیا ہے۔ لیکن مجموعی طور پر مقالے کا مقصد خانقاہی نظام پر بحث کرنا تھا اس لیے ان اصولوں پر مختصر گفتگو کی گئی۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

iii. تاریخ مشائخِ چشت از پروفیسر خلیق احمد نظامی: یہ کتاب جو دراصل سلسلہ چشتیہ کی ایک مستند تاریخ ہے اس میں موصوف نے سلاسلِ تصوف کے تعارف کے ضمن میں سلسلہ نقشبندیہ کا مختصر تعارف اور اس کی ان بنیادی اصطلاحات واصولوں کے صرف نام ذکر کیے ہیں۔

iv. نقشبندی سلوک و تصوف از ڈاکٹر طاہر رضا بخاری: یہ آرٹیکل مجلہ جہات الاسلام (دسمبر 2013) میں شائع ہوا ہے جس میں ان اصطلاحات کو مختصراً بیان کیا گیا ہے لیکن معاشرے پر ان کے روحانی و نفسیاتی اثرات و فوائد کے حوالے سے بحث نہیں کی گئی۔

v. IMPACT OF THE NAQSHBANDISILSILAH ON INDIAN MUSLIM کے نام سے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا سے شمس الحسن کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جس کے باب ششم میں نقشبندی سلسلے کے ان بنیادی اصولوں واصطلاحات کو بیان کیا گیا ہے۔

vi. معمولاتِ حضراتِ نقشبندیہ از ملّا حسین خباز: سلسلہ نقشبندیہ کے معمولات پر لکھی گئی اس کتاب میں بھی اس سلسلے کے اوراد واشغال کے ساتھ یہ اصول اور ان کے معانی تحریر کیے گئے ہیں۔

vii. خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور لاہوری: یہ کتاب سلاسلِ اربعہ سے منسلک سینکڑوں صوفیاء کرام کا ایک مستند تذکرہ ہے۔ اس کتاب کی جلد سوم نقشبندی صوفیاء کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ جس میں مصنف نے نقشبندی سلسلے کے بنیادی اصول واصطلاحات کا صرف نام کی حد تک تذکرہ کیا ہے۔

تذکرہ مشائخِ نقشبندیہ از نور بخش توکلی: کتاب ھذا میں مصنف نے خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ (متوفی 1179ء) کے تعارف وتذکرے میں سلسلہ نقشبندیہ کے ان آٹھ اصولوں اور اصطلاحات کو آٹھ کلمات کے نام سے ذکر کیا ہے جن پر خواجہ صاحب نے اس سلسلے کی بنیاد رکھی تھی۔

اس کے علاوہ بھی سلسلہ نقشبندیہ کے تعارف و فضائل میں بہت سی کتب لکھی گئی ہیں جن میں ان صولوں کو بیان کیا گیا ہے۔ درج بالا اس تمام علمی کام میں جس اضافے کی ضرورت تھی وہ ان اصولوں کے روحانی ترقی میں اثرات و فوائد کے حوالے سے ہے۔ درج بالا تمام علمی مقالات و کتب سلسلہ نقشبندیہ کے ان اصولوں و اصطلاحات کے روحانی و

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

نفسیات اثرات سے خالی ہیں نیز نقشبندی نظامِ تصوف کی بنیادیں جو قرآن وسنت سے اخذ کی گئی ہیں ان کے حوالے سے کام کی ضرورت ہے جس کو اس مقالے میں پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بطورِ خاص سلسلہ نقشبندیہ اور اس کے بنیادی تربیتی اصولوں اور روحانی ترقی میں ان کے اثرات کے حوالے سے سیر حاصل بحث و تحقیق کی گئی ہے۔

2۔ سلسلہ نقشبندیہ تعارف:

روحانیت کے چند مشہور و معروف سلاسل میں سے ایک اہم سلسلہ نقشبندیہ ہے۔ اس سلسلے کی نسبت مقام کے بجائے بانی سلسلہ کے نام سے ہے۔ قدامت کے لحاظ سے یہ سلسلہ باقی تینوں سلاسلِ تصوف پر فوقیت رکھتا ہے۔

2.1-آغاز وابتداء: اس سلسلے کا پرانا نام سلسلہ خواجگان ہے۔ جس کی ابتداء ترکستان سے ہوئی۔ اس سلسلے کے اوّلین بزرگوں میں خواجہ محمد اتالیسویؒ (متوفی 1166ء) اور خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ (متوفی 1179ء) اہم ہیں۔ انہی صوفیاء سے اس سلسلے کی ابتداء ہوئی۔ خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

قدامت کے لحاظ سے سلسلہ خواجگان سب سے پہلے آتا ہے۔ یہ سلسلہ ترکستان میں قائم ہوا تھا۔ اس کے سب سے زیادہ مشہور بزرگ خواجہ محمد اتالیسویؒ ہیں۔ ان کے بعد خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ نے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اصلاحات وضع کیں اور ان کو اپنے روحانی نظام کا لازمی جزء قرار دیا۔ ہوش دردم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کر۔ باز کشت۔ نگاہ داشت یاداشت۔[1]

خواجہ محمد اتالیسویؒ اور خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ نے اس سلسلے کو فروغ دینے کے لیے بڑی کوششیں کیں لیکن ان کو وہ شہرت اور ترقی نہ مل سکی جو بعد میں اس سلسلے کو نصیب ہوئی۔

2.2-بانیِ سلسلہ: سطورِ بالا میں ذکر ہو چکا ہے کہ اس سلسلے کو قائم کرنے والے خواجہ محمد اتالیسویؒ تھے۔ جن کو خواجہ محمد عطاء یسویؒ بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے بعد خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ نے اس کی ترقی کے لیے کوشش کی لیکن ان دونوں بزرگوں کے دور میں سلسلہ کا نام سلسلہ خواجگان تھا۔ اس لیے تاریخ دانوں اور تذکرہ نگاروں کے نزدیک سلسلہ نقشبندیہ کے مؤسس اور حقیقی بانی خواجہ بہاءالدین نقشبند (متوفی 1389ء) ہیں۔

2.3-برصغیر میں آمد اور ارتقاء: سلسلہ خواجگان (نقشبندیہ) تمام سلاسل میں سب سے قدیم ہے لیکن ہندوستان میں اس کی آمد سب سے بعد میں ہوئی۔ ہندوستان میں اس سلسلے کے بانی اور اس کو ترقی دینے والے پہلے صوفی بزرگ خواجہ باقی باللہ (متوفی 1630ء) تھے۔ شیخ محمد اکرم سلسلہ نقشبندیہ کی برصغیر میں آمد کے حوالے سے لکھتے ہیں:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

ہندوستان میں سب سے پہلے جس بزرگ نے اس اصول پر کثرت سے عمل کیا اور نہ صرف ہندوستان میں نقشبندی سلسلے کی مستحکم بنیاد رکھی بلکہ امراء واکابر سے اختلاط پیدا کر کے نہایت خاموشی سے درباری بدعتوں کے خلاف متشرع اور دیندار اُمراء کا محاذ قائم کیا، وہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ تھے۔[2]

خواجہ باقی باللہؒ (متوفی 1603ء) کے مرید اور خلیفہ شیخ احمد سرہندی المعروف مجدّد الف ثانی (متوفی 1624ء) نے اپنے مرشد کی وفات کے بعد برصغیر میں اس سلسلے کو ترقی دی۔ حضرت مجدّد کے عہد میں اس سلسلے نے برصغیر میں شہرت دوام پائی۔

2.4- خصوصیات: سلسلہ نقشبندیہ کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

- ✓ تصوف کے دیگر تینوں سلاسل کے برعکس اس سلسلے کی روحانی نسبت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے جو تمام صحابہ کرام میں افضل واعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔
- ✓ سلسلہ نقشبندیہ میں حد درجہ قرآن وسنت کی اتباع وپیروی کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس طریقِ تربیت میں شامل تمام اوراد واذکار قرآن وسنت سے ماخوذ ہیں۔
- ✓ سماع وموسیقی کو جائز نہیں سمجھا جاتا۔ سلسلہ نقشبندیہ کے تمام مشائخ سماع وموسیقی کو جائز تصور نہیں کرتے تھے یہی وجہ ہے ک سلسلہ نقشبندیہ کے تمام مشائخ کی سوانح میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔
- ✓ سلسلہ نقشبندیہ میں عام طور پر ذکر خفی کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ذکرِ جلی وخفی دونوں کا جائز اور مسنون مانا جاتا ہے۔
- ✓ رابطہ بالشیخ یا صحبتِ مرشد کو روحانی ترقی میں ایک خاص اور بنیادی اہمیت دی جاتی ہے۔

مختصر یہ کہ سلسلہ نقشبندیہ کی سب سے اہم صفت جو اسے دوسرے سلاسل سے ممتاز کرتی ہے وہ شریعت کی حد درجہ پیروی اور تمسک بالسنۃ ہے۔ اس کے علاوہ نقشبندی مشائخ موسیقی اور سماع کے خلاف تھے، ذکرِ خفی وجلی کو جائز مانتے ہیں، مراقبہ کو تعلق باللہ کا ایک مؤثر ذریعہ خیال کرتے ہیں اور فرائض شرعی کو نوافل پر واضح ترجیح دیتے ہیں۔[3]

سلسلہ نقشبندیہ کے متعلق کی گئی بحث یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ سلسلہ اگرچہ تمام سلاسلِ تصوف میں سب سے قدیم ہے لیکن برصغیر کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو یہاں یہ سلسلہ سب سے آخر میں پہنچا۔ برصغیر میں جن سلاسلِ تصوف کو بہت زیادہ شہرت ملی ان میں بلا شبہ سلسلہ چشتیہ سر فہرست ہے۔ اس کے بعد سلسلہ نقشبندیہ وہ سلسلہ ہے جس کو یہاں بہت ترقی اور عروج ملا۔ یہ سلسلہ اپنی مخصوص اصطلاحات اور خصوصیات کی وجہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

سے آج بھی لاکھوں لوگوں کے لیے ہدایت کا ساماں فراہم کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں قرآن و سنت یعنی شریعت کی پیروی ہر چیز سے مقدم سمجھی جاتی ہے۔ مشائخِ نقشبندیہ کے ہاں کوئی ایسا عمل یا طریقہ نہیں ملتا جو اسلامی شریعت کے خلاف ہو۔

3-سلسلہ نقشبندیہ کا تربیتی نظام:

سلسلہ نقشبندیہ میں روحانی تربیت کی عمارت چند اصولوں پر قائم ہے جو اس پورے تربیتی نظام کی بنیاد اور جڑ تصور کیے جاتے ہیں۔ مشائخِ نقشبندیہ طالبِ حق کی، اپنے مرتب کردہ ان بنیادی اصولوں پر روحانی تربیت اور باطنی اصلاح کے آغاز سے پہلے اسے اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرتے ہیں، جس کو عام معنٰی میں بیعت کرنا یا بیعت ہونا کہا جاتا ہے۔ گویا سلسلہ نقشبندیہ کا سب سے اہم اور بنیادی اصول ہی بیعت کرنا ہے جس کا مختصر تعارف اور دلائل قرآن و سنت کی روشنی میں سطورِ ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

3.1-بیعت: تصوف کے تمام روحانی سلاسل کی یہ ایک خوبی اور وصف ہے کہ وہ طالبِ حق کی باقاعدہ عملی تربیت سے قبل اس کو سلسلے کے ساتھ ایک خاص تعلق اور رابطہ قائم رکھنے کے لیے سب سے پہلے اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرتے ہیں۔ عام اصطلاح میں اس کو بیعت کرنا یا مرید بنانا کہا جاتا ہے۔ روحانی تربیت چونکہ کوئی وقتی، عارضی یا یک بارگی عمل نہیں کہ بس ایک دفعہ کوشش کی جائے اور چند لمحات یا ملاقاتوں میں حاصل ہو جائے بلکہ یہ ایک تدریجی، مستقل اور مسلسل عمل کے نتیجے میں ممکن ہوتی ہے۔ اسی لیے تمام سلاسلِ تصوف کی طرح نقشبندی سلسلے کے نظامِ تربیت کی ابتداء بھی بیعت سے ہوتی ہے۔ دینِ اسلام میں بیعت کا تصور، اس کی حقیقت اور اس سے متعلقہ جملہ امور کی کیا اہمیت ہے؟ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے ان امور کے بارے میں قرآن و سنت کی روشنی میں بحث کی جائے۔

اللہ تعالٰی نے قرآنی مجید میں ایسے نفوسِ قدسیہ کی تعریف بیان فرمائی ہے جنہوں نے پیغمبرِ اسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ ﴾[4]

(بیشک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں در حقیقت وہ اللہ تعالٰی سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔)

مفسر قرآن عبدالرحمٰن کیلانی اپنی تفسیر میں خانقاہی نظام میں رائج بیعت کے متعلق لکھتے ہیں:

''پیروں فقیروں کی بیعت: رہی وہ بیعت جو پیر و مشائخ نے لازمی بنا رکھی ہے۔ تو یہ ہر گز واجب نہیں البتہ مشروع ضرور ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ پیر یا شیخ خود پوری طرح شریعت کا پابند ہو[5]''

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

درج بالا قرآنی آیت اور تفسیری اقتباس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تصوف کے روحانی سلاسل میں جو بیعت کا تصور ہے وہ اسلامی شریعت کے عین مطابق ہے۔ اہلِ تصوف قرآن مجید کی اسی آیت سے بیعت کی مشروعیت کی دلیل لیتے ہیں۔ اس بات پر تمام علماء اور خود صوفیاء کرام بھی متفق ہیں کہ بیعت اسی شخص کی جائز ہے جو خود شریعت کا پابند ہو، دین کے جملہ احکام کی ممکن حد تک پابندی کرتا ہو۔ سورۃ توبہ میں اللہ تعالی نے نے مؤمنین سے جنت کے بدلے میں ان کی جانوں کے سودا کرنے کا ذکر فرمایا اور پھر تعریف و تحسین کے انداز میں فرمایا:

﴿ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾[6]

(پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو کیا ہے تم نے اللہ سے اور یہی تو سب سے بڑی کامیابی ہے۔)

پیر محمد کرم شاہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''جب ستر انصار مکہ میں آئے اور رات کو تنہائی میں حضور کریم کے دست مبارک پر وہ تاریخی بیعت کی جسے بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے تو اس وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ (رض) نے عرض کی اے اللہ کے نبی! جو شرط آپ اپنے رب کے لیے اور اپنی ذات کے لیے ہم سے منوانا چاہتے ہیں منوا لیجئے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ تعالی کے لیے تو یہ شرط ہے: ان تعبدوہ ولا تشرکوا بہ شیئا (کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔) اور اپنے لیے یہ شرط ہے: ان تمنعونی مما تمنعون منہ انفسکم وامرالکم (کہ جس چیز سے تم اپنے جان و مال کی حفاظت کرتے ہو اس سے میری حفاظت کرو۔) انصار نے عرض کی کہ اگر یہ شرطیں ہم نے پوری کر دیں تو ہمیں کیا ملے گا۔ فرمایا جنت۔ اس وقت خوشی سے ان کے دل باغ باغ ہو گئے اور کہنے لگے ربح البیع لانقبل ولا نستقیل: یہ سودا تو بڑا نفع مند ہے۔ اب ہم اس سودے کو نہ خود توڑیں گے اور نہ اس کو توڑنے کی آپ سے خواہش کرینگے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔[7]''

درج بالا آیات اور مفسرین کرام کی تشریحات اس بات پر واضح دلالت کرتی ہیں کہ بیعت کرنا ایک جائز مستحسن اور مشروع عمل ہے۔ نیز صوفیاء کرام کے ہاں جو بیعت کا نظام رائج ہے وہ انہی آیاتِ قرآنی کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ قرآنی آیات کے علاوہ اقوال و افعالِ رسول ﷺ سے بھی بیعت کی مشروعیت پر دلائل موجود ہیں۔

حضور نبی رحمت ﷺ نے متعدد مواقع پر اپنے اصحاب سے مختلف امور کی بجاآوری اور مختلف منکرات کے ترک کرنے پر بیعت کی ہے۔ جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

"بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ، فَقَالَ: "أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ"[8]

(میں نے ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، آپ نے فرمایا" :میں تم لوگوں سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے، نہ چوری کروگے، نہ زنا کروگے، اور نہ اپنے بال بچوں کو قتل کروگے، نہ ہی من گھڑت کسی طرح کا بہتان لگاؤ گے، کسی بھی نیک کام میں میری خلاف ورزی نہیں کرو گے)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سردی میں صبح کے وقت باہر نکلے اور مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے تھے، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا"اے اللہ! خیر تو آخرت ہی کی خیر ہے۔ پس انصار و مہاجرین کی مغفرت کردے۔اس کا جواب لوگوں نے دیا:

"نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا."[9]

(کہ ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر بیعت کی ہے ہمیشہ کے لیے جب تک وہ زندہ ہیں۔)

حضرت سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی بیعت کے حوالے سے روایت کرتی ہیں:

"أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْبَيْعَةَ عَلَى أَنْ لَا نَنُوحَ"[10]

(کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لی کہ ہم نوحہ نہیں کریں گے۔)

درج بالا قرآنی آیات واحادیثِ مبارکہ کسی بھی نیک عمل پر بیعت کرنی کی مشروعیت پر واضح انداز میں دلالت کرتی ہیں۔ صوفیاء کرام کے ہاں بیعت کوئی فرض یا واجب کا درجہ نہیں رکھتی بلکہ یہ عملِ رسول ﷺ اور سنتِ صحابہ کرام ہے۔ لیکن جیسا کہ اوپر تفصیل سے ذکر ہوا ہے کہ تزکیہ نفس، اصلاحِ باطن اور روحانی تربیت ایک مسلسل عمل اور جدو جہد کے بغیر ممکن نہیں اسی ضرورت کے پیشِ نظر صوفیاء نقشبندیہ نے اپنے متعلقین سے بیعت لینا ایک بنیادی اصول قرار دیا ہے تاکہ ان سے مسلسل اور مستقل رابطہ اور تعلق قائم کیا جاسکے جو روحانی تربیت کے لیے ضروری ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ صوفیاء کرام کے خانقاہی نظام میں رائج نظامِ بیعت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

تصوف کے تمام روحانی سلاسل میں عام طور پر بیعت کی تین صورتیں پائی جاتی ہیں۔ 1-گناہوں سے توبہ پر بیعت۔ 2-مشائخ کے سلسلے میں شامل ہونے اور برکت کے حصول کی بیعت۔ 3-احکامِ الٰہی پر صدقِ دل اور مصمم ارادے سے عمل پیرا ہونے اور دل کو اللہ جل شانہ سے وابستہ کرنے کے عزم پر بیعت۔[11]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت بذاتِ خود شریعت کا مقصد نہیں بلکہ ایک دینی اور شرعی حکم یعنی تزکیہ نفس و اصلاحِ باطن کے حصول کے لیے ایک ذریعہ اور سبب ہے۔ دیگر سلاسلِ تصوف کی طرح سلسلہ نقشبندیہ میں سالک کی روحانی و باطنی پاکیزگی اور تربیت کے ضمن میں بیعت ایک بنیاد کی اہمیت رکھتی ہے جس پر پورے تربیتی عمل کا مدار ہوتا ہے۔ بیعت کی اسی بنیادی اہمیت کے پیشِ نظر سلسلہ نقشبندیہ نے اسے اپنے روحانی نظام کا ایک لازمی اور ضروری جزء قرار دیا ہے۔

4۔ سلسلہ نقشبندیہ کے بنیادی تربیتی اصول:

مشائخِ نقشبندیہ جب طالبِ حق کو بیعت کے ذریعے اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیتے ہیں تو اس کے بعد اس کی روحانی تربیت کا باقاعدہ آغاز کرتے ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کے اس روحانی تربیتی نظام کی بنیاد کل گیارہ اصولوں پر مبنی ہے جن میں سے آٹھ اصول خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ نے متعارف کروائے جن کی وضاحت، اہمیت اور اثرات درج ذیل ہیں:

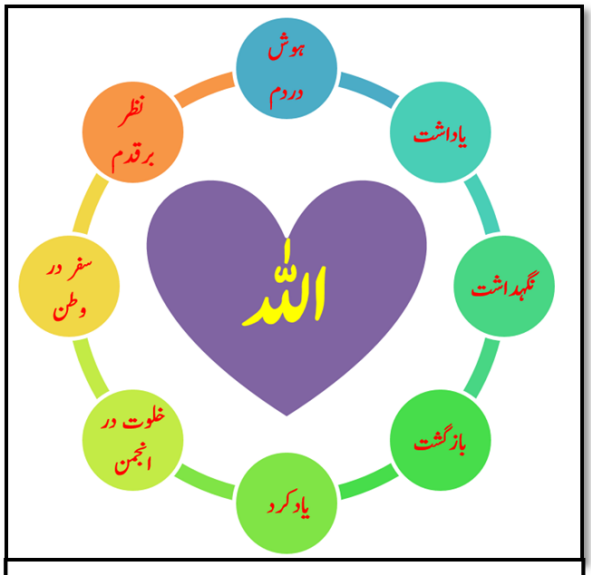

شکل نمبر2: خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے مرتب کردہ اصول

i. **ہوش دردم:** ہوش دردم کا معنٰی ہے کہ سالک ہر دم ہوشیار اور بیدار رہے اور ذکرِ زبانی اور قلبی پوری توجہ اور حضوری کے ساتھ ہو کسی قسم کی غفلت میں نہ ہو۔ گویا اس اصول کے تحت ہر دم یعنی ہر سانس کی حفاظت اور نگہبانی اشد ضروری ہے۔ سانس کے اندر جانے اور باہر آتے وقت سالک پوری طرح بیدار ہو تاکہ اس کا کوئی سانس بھی ذکرِ الٰہی اور یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ اس کے دو معانی بیان کیے ہیں۔ پہلا معنٰی عام اور دوسرا معنٰی خاص۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

"عام معنی یہ ہیں کہ جو دم اندر سے باہر آئے چاہیے کہ حضور و آگاہی سے آئے۔ غفلت کو دخل نہ دے اور ہمیشہ ذکر میں مشغول رہے۔ اور خاص معنٰی یہ ہیں کہ ہر ایک دم میں غیر کی نفی اور حق کا اثبات کرے یا اپنے آپ کی قسم قسم کی نفی کرے۔ جیسے کہ لا موجود الاھو سے اسی کی طرف اشارہ ہے"[12]

اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کا سب سے کار گر طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے ہر سانس کی نگرانی کرے۔ ہر دم، ہر سانس اور ہر عمل کے بعد اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ آیا میرا یہ سانس میرا یہ عمل ذکرِ الٰہی سے خالی تو نہیں؟ میرا یہ عمل شریعتِ اسلامی کی مخالفت میں تو نہیں؟ پس جب اور جہاں بھی اسے یہ محسوس ہو کہ اس کا عمل، اس کا قول اور اس کا ایک سانس بھی یادِ الٰہی کے بغیر گزرا ہو اسے فوراً اپنے آپ کو ذکر الٰہی میں مشغول کر لینا چاہیے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ"[13]

(عقلمند وہ ہے جو محاسبہ کرے اپنے نفس کا اور مرنے کے بعد کے لیے کچھ کر رکھے۔)

نقشبندی صوفیاء کا وضع کردہ یہ اصول اصل میں محاسبہِ نفس کا ایک کار گر ذریعہ اور سبب ہے۔ عملِ محاسبہ کے ذریعے ہی انسان اپنے آپ کو برائی سے دور رکھ سکتا ہے۔ محاسبہِ نفس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى ﴾[14]

(اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا، اور نفس کو خواہشات سے روکا تو بیشک جنت ہی اسکا ٹھکانہ ہو گی)

ii. **نظر بر قدم:** اس سے مراد یہ ہے کہ چلتے پھرتے سالک کی نظر اپنے قدموں کی پشت پر ہو تاکہ کسی بھی غیر محرم یا برائی کی طرف اس کی نظر اور اس کے قدم نہ بڑھ سکیں۔ گویا اس اصول کے تحت سالک کو اپنی نظر اور اپنے ایک ایک قدم کی نگرانی و نگہبانی کرنی ہوتی ہے تاکہ نہ تو اس کی نظر بہک سکے اور نہ اس کے قدم حق کے راہ سے لڑکھڑا سکیں۔

نظر بر قدم سے ہر گز یہ مراد نہیں کہ راہ چلتے ہوئے صرف اپنے قدموں پر ہی اس طرح دیکھنا ہے کہ ارد گرد کے ماحول سے بے خبر ہو جائے اور کسی چیز سے ٹکرا جائے یا کوئی حادثہ رونما ہو جائے۔ اس اصول کا بنیادی مقصد سالک کی نظر اور قدم کی حفاظت ہے تاکہ وہ کسی برائی یا نامحرم کی طرف نہ اٹھے۔ نظر کی حفاظت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت دونوں کو اپنی نظروں کی حفاظت کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ﴾[15]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

(آپ ﷺ حکم دیجیے مومنوں کو کہ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی یہ (طریقہ) بہت پاکیزہ ہے ان کے لیے۔)

iii. **سفر در وطن:** سفر در وطن نقشبندی طریقہِ تربیت کا ایک اہم اور بنیادی اصول ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ سالک صفاتِ بشریہ کو چھوڑ کر صفاتِ ملکیہ حاصل کرے اور صفاتِ ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف انتقال کرئے۔یعنی جب کوئی بھی سالک مشائخ نقشبندیہ کے حلقہِ ارادت میں روحانی تربیت کے لیے بیعت کے ذریعے داخل ہو جاتا ہے تو اسے اپنی پوری کوشش کے ساتھ اپنے تمام اخلاقِ ذمیمہ کو اخلاقِ حمیدہ میں بدلنا ہوتا ہے۔ گویا سالک ہر دم ذکرِ الٰہی اور محاسبہ نفس کے ذریعے اپنے نفس کی تمام بری صفات کو صفاتِ حسنہ میں تبدیل کرنے کی کوشش میں مصروف ہو جاتا ہے۔ تصوف کے دیگر سلاسل کے برعکس سلسلہ نقشبندیہ کی یہ خاصیت اور انفرادی وصف ہے کہ وہ آفاقی سفر سے زیادہ انفس کے سفر کو اہمیت دیتے ہیں۔ علامہ نور بخش توکلی لکھتے ہیں:

"خواجگانِ نقشبندیہ نے مقامِ بقاء میں جو سیر انفسی سے تعلق رکھتا ہے بجائے سیرِ آفاقی کے اسی کو اختیار کیا ہے۔اور سفر ظاہر اتنا ہی کرتے ہیں کہ پیرِ کامل تک پہنچ جاہیں اور دوسری حرکت جائز نہیں رکھتے اور ملازمتِ شیخ سے دوری نہیں چاہتے۔اور ملکہ آگاہی کے حصول میں نہایت کوشش کرتے ہیں اس لیے وہ سیر آفاقی کو جو دُور دراز راستہ ہے حتیٰ الامکان پسند نہیں کرتے بلکہ سیر النفسی کے ضمن میں اس کو قطع کرتے ہیں۔"[16]

انسان کا وجود خود ایک کائنات ہے اور جو کوئی اس کائنات میں اور اس میں موجود نشانیوں میں غور و فکر کرتا ہے وہ معرفت الٰہی کو حاصل کر لیتا ہے۔انسان کے وجود میں سیر کرنے کے بارے مین اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾[17]

(اور تمہارے وجود میں بھی (نشانیاں ہیں) کیا تمہیں نظر نہیں آتیں)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انسان کو اپنے نفس، وجود اور باطن میں غور و فکر کرنے کا حکم دیا ہے۔مشائخِ نقشبندیہ اسی قرآنی حکم کے مطابق اپنے باطن میں سفر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ان گنت نشانیوں کو پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

iv. **خلوت در انجمن:** اس سے مراد یہ ہے کہ ظاہری طور پر مخلوق سے تعلق تو ضرور ہو لیکن سالک کا باطن اپنے خالق و مالک اور محبوبِ حقیقی کے ساتھ ہو۔اس اصول کے تحت سالک کے تربیت اس انداز میں کی جاتی ہے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

کہ وہ افرادِ معاشرہ سے وہ تمام تعلق بخوبی نبھاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے ذمہ ضروری کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن حقوق العباد کی ادائیگی کے وقت بھی اس کا باطن اور دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مستغرق ہوتا ہے۔ یہ ان لوگوں کا مقام ہے جن کی صفات اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں بیان فرماتا ہے:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِاللهِ ﴾[18]

(وہ (جواں) مرد جنھیں غافل نہیں کرتی تلاوت اور نہ خرید و فروخت یادِ الٰہی۔)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایسے مردانِ حق کی تعریف بیان فرمائی جو دنیاوی کاموں میں مشغول ہونے کے باوجود یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتے۔ خلوت در انجمن کے اس نقشبندی اصول کے مطابق بھی سالک کو دنیاوی کاموں اور دنیا کے لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے مالک و خالق کو ہمیشہ یاد رکھنا ہوتا ہے اور یہی منشاءِ الٰہی ہے۔

v. **یاد کرد:** جیسا کہ ظاہری لفظ سے واضح ہے کہ اس اصول سے مشائخِ نقشبندیہ کی مراد یہ ہے کہ سالک کو ہمہ وقت یادِ الٰہی اور ذکرِ الٰہی میں مشغول و مصروف ہونا چاہیے۔ اس اصطلاح کے تحت کسی خاص قسم کا ذکر مراد نہیں بلکہ کسی بھی لفظ یا عمل کے ذریعے یادِ خدا میں مصروف رہنا۔ یعنی سالک ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرے چاہیے یہ یاد زبانی ہو، قلبی ہو یا عملی ہو۔ ہر لمحہ اور ہر حال میں ذکر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاذْكُرُوا اللهَ قِيَمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ﴾[19]

(ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے ہوئے)

اس آیت میں تین حالتوں میں ذکر کا حکم دیا گیا ہے۔ انسان اپنی پوری زندگی انہی تین حالتوں میں ہوتا ہے۔ گویا یہ حکم دیا گیا کہ ہر لمحہ اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو۔ مزید یہ کہ آیت میں ذکر کی کوئی خاص کیفیت، الفاظ یا طریقہ نہیں بتایا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان زبان، دل، عمل یا کسی بھی انداز میں اللہ کو یاد کر سکتا ہے۔ یاد کرد کے اس اصول کے تحت سالک کو اسی چیز کی تربیت اور عملی مشق کروائی جاتی ہے۔

vi. **بازگشت:** رجوع کرنا، لوٹنا یا پھرنا، اس سے مراد یہ ہے کہ ذکرِ الٰہی کے وقت تھوڑے تھوڑے وقفوں کے بعد مناجات و دعاؤں کی طرف لوٹنا۔ محمد صادق قصوری اس اصطلاح کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس سے مراد یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار ان مناجات کی طرف رجوع کرے۔ اے اللہ میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری رضا اور خوشنودی، تو اپنی محبت و معرفت عطا فرما۔"[20]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

علامہ نور بخش توکلی اس اصطلاح کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بازگشت سے مراد یہ ہے کہ جب ذاکر بطریقِ معہود کلمہ توحید کا ذکر دل سے کرے تو ہر بار کلمہ توحید کے بعد زبانِ دل سے کہے۔۔۔خدایا! مقصود میرا تو ہے اور تیری رضا"[21]

یعنی سالک جب اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اس کا ذکر زبان یا دل سے کرے تو اس ذکر کی بازگشت اس کے دل کو سنائی دے۔ اس کا دل اس بات کی گواہی دے کہ وہ اپنے محبوبِ حقیقی کے ذکر میں مستغرق ہے۔ یہ کیفیت عارضی نہ ہو بلکہ مسلسل ذکر کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ جائے کہ ہمہ وقت اس کو اس ذکر و فکر کی بازگشت دل کے کانوں سے سنائی دے۔

یہ دنیا انسان کی عارضی اور وقتی منزل ہے جس کے بعد انسان کو اپنی حقیقی منزل کی طرف نہ چاہتے ہوئے بھی لوٹنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی مقامات پر اس حقیقی منزل کی طرف لوٹنے اور اسے یاد رکھنے اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا ہے۔[22] لہذا ایک بندہ مؤمن کو اسی مالک و خالق کی طرف جملہ امور میں رجوع کرنا چاہیے۔ درج بالا اصول کے مطابق سالک کو اس حقیقی منزل میں کامیابی کے لیے اللہ تعالیٰ سے ذکر کے ساتھ ساتھ دعا بھی کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔

vii. **نگہداشت:** اس سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنے نفس یا دل میں آنے والے خطرات اور احادیثِ نفس کو ہانکے اور ان کو دور کر دے۔ یعنی غیر اللہ کے جو وسوسے اور خیالات نفس و دل میں آئیں، ان کو نہ آنے دے اور ان تمام وسوسوں اور غیر کے خیالات سے دل کی نگہداشت کرے۔ دل کی حفاظت کے بارے میں نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ"[23]

(سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گا سارا بدن درست ہو گا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔)

انسان کا دل انسانی جسم کا سب سے اہم حصّہ ہوتا ہے۔ دل بیک وقت جسم کے ساتھ اور عالمِ روحانیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے اگر بندہِ مؤمن اس کی نگرانی کرلے اور اس کو شیطانی وساوس سے بچالے تو اسے حقیقی کامیابی مل

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

جاتی ہے۔اسی حقیقت کو نبی کریم ﷺ نے درج بالا حدیث میں بیان فرمایا۔دل کی اس بنیادی اہمیت کے پیشِ نظر مشائخِ نقشبندیہ نے اس کی نگہداشت کے لیے یہ اصول بنایا۔

viii. **یاداشت:** یاداشت سے مطلب یہ ہے کہ توجہ ہر حال اور ہر دم مکمل ذوق کے ساتھ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رہے۔ سالک کو ایسی کیفیت نصیب ہو جائے کہ الفاظ و خیال کے بغیر بھی وہ حق تعالیٰ کہ طرف متوجہ رہے۔ گویا سالک کو دائمی حضوری اور مکمل آگاہی حاصل ہو جانا نقشبندی اصطلاح میں یاداشت کہلاتا ہے۔

درج بالا آٹھ اصولوں کے علاوہ نقشبندی طریقے میں تین اور اصول ہیں جو خواجہ بہاء الدین نقشبند نے متعارف کروائے تھے۔ یہ تین اصول بھی نقشبندی سلسلے میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

ix. **وقوفِ زمانی:** اس کا مفہوم ہوش دردم سے قدرے مماثل ہے ۔ بنیادی فرق یہ ہے کہ ہوش دردم ابتدائی سالک کے لیے ہے جب کہ وقوفِ زمانی متوسط کے لیے۔ وقوف کا معنٰی ہے آگاہی، اطلاع یا ٹھہرنا اور زمانی زمان یعنی وقت سے ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کو اپنے ایک ایک سانس پر، اپنے وقت کے ایک ایک لمحے پر اور اپنے نفس کی جملہ حالتوں اور کیفیتوں کے بارے میں مکمل آگاہی اور اطلاع ہو۔یعنی اس بات سے واقف اور آگاہ رہنا کہ اس کا کوئی لمحہ اور کوئی بھی سانس غفلت میں نہ گزرے۔اس اصطلاح کی مقصد و مدعا یہ ہے کہ سالک اپنے اوقات سے محاسبہ نفس کے ذریعے ہمہ وقت آگاہ رہے۔اگر سالک کا وقت اطاعت الٰہی اور ذکرِ الٰہی میں بسر ہو رہا ہے تو شکر بجالائے اور

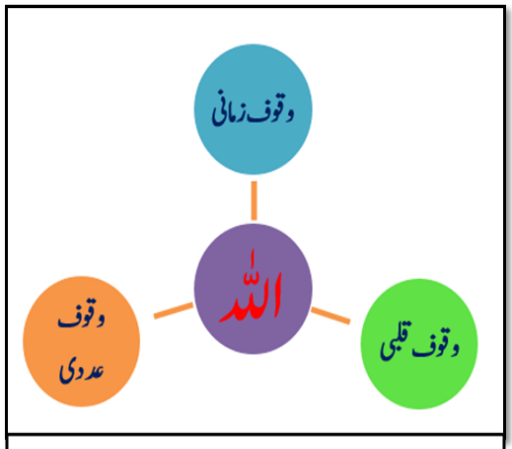

شکل نمبر3:خواجہ بہاءالدین نقشبند کے متعارف کردہ اصول

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

اگر غفلت میں گزر رہا ہے تو غفلت سے تائب ہو کر اطاعت اختیار کرے۔ محاسبہِ نفس واعمال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾[24]

(اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کیا آگے بھیجا ہے کل کے لیے)

اسی طرح سورت توبہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آو اور اس کے آگے اپنا سر خم کر دو اس سے پہلے کے تم پر عذاب آجائے۔[25] محاسبہِ نفس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک قول ہے جسے امام ترمذیؒ نے نقل کیا ہے۔

"حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا"[26]

(اپنے نفس کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے)

x. **وقوفِ عددی:** عددی عدد سے ہے جس سے مراد گنتی یا تعداد ہے۔ وقوفِ عددی سے مراد یہ ہے کہ سالک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے وقت ذکر کی تعداد سے واقف رہے۔ ایک سانس میں طاق عدد پر ذکر کرے نہ کہ جفت۔ اس اصول کا ایک دوسرا معنٰی و مفہوم یہ ہے "کہ سالک حبسِ دم کے ساتھ ذکرِ نفی واثبات کے وقت طاق عدد پر سانس چھوڑا کرے"[27]

اس اصول کا مقصد توجہ کا حصول ہے کہ دل مکمل طور پر ذکر اور محبوب کی طرف ہو۔ نیز طاق عدد چونکہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عدد ہے اس لیے مشائخ نے اسی کو پسند فرمایا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کو ایک خاص ذکر سکھایا تھا جس کو تسبیحِ فاطمہ کہا جاتا ہے۔[28]

xi. **وقوفِ قلبی:** اس سے مراد یہ ہے کہ ذکر کرتے وقت سالک اپنے قلب کی کیفیت وحالت سے آگاہ ہو۔ اور پوری توجہ سے اپنے دل کو اپنے محبوبِ حقیقی کی طرف متوجہ کرے۔ گویا قلبی حالت و کیفیت سے آگاہ ہونا اور ہمہ وقت قلب پر نظر رکھنا اور اس کی نگہداشت کرنا وقوف قلبی کہلاتا ہے۔

مشائخِ نقشبندیہ جب تزکیہ نفس کے مقصد کے حصول کی خاطر سالک کی تربیت ان مخصوص اصولوں پر کرتے ہیں تو سالک کی شخصیت پر بہت سے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان اصولوں کے زیرِ اثر سالک کی شخصیت میں رونما ہونے والے مختلف اثرات کو بیان کرتے ہیں۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

5-روحانی و باطنی ترقی میں ان اصولوں کے اثرات:

سلسلہ نقشبندیہ کا بنیادی مقصد و مدّعا اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی توجہ کا حصول ہے۔ مشائخِ نقشبندیہ نے اسی بنیادی مقصد کے حصول کو ممکن اور آسان بنانے کے لیے درج بالا گیارہ اصول مرتب کیے۔ یہ اصول سالک کی روحانی اور باطنی ترقی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں جس کی بدولت سالک کا دل گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اسے صحیح اور مستقیم راہ کی طرف راہنمائی مل جاتی ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے مرتب کردہ ان تربیتی اصولوں کے سالک پر بہت سے روحانی و نفسیاتی اثرات ظاہر ہوتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

5.1-نفسیاتی اثرات: مشائخِ نقشبندیہ جب سالک کی اپنے مرتب کردہ اصولوں پر تربیت کرتے ہیں تو اس کے ذہن و خیال اور نفسیات پر بہت سے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں جن میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

i. یہ اصول وہم و ابہام سے انسانی ذہن کو پاک کر کے ایک پاکیزہ اور مثبت سوچ و فکر کا حصول ممکن بناتے ہیں ۔ جس سے بندہ مؤمن کو ایک بامقصد زندگی کا شعور نصیب ہوتا ہے اور وہ اس بامقصد زندگی کے حصول پر اپنی توجہ مرکوز رکھتا ہے۔ نقشبندی مشائخ کے نزدیک سالک کی حقیقی منزل معرفتِ الٰہی یا وصول الی اللہ ہے۔ ان اصولوں کے ذریعے طالبِ حق اپنی اس منزل کی طرف سفر شروع کرتا ہے

ii. ڈر و خوف، مایوسی و ناامیدی، بے چینی و اضطراب، افسردگی و ذہنی تناؤ اور دیگر کئی ذہنی و فکری مصائب و آلام سے چھٹکارہ حاصل کرنے میں انتہائی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان اصولوں کی مشق کرنے والے کے دل سے اللہ کے علاوہ ہر کسی کا ڈر و خوف نکل جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا ﴾[29] (اور جو ڈرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے بنا دیتا ہے اللہ اس کے لیے نجات کا راستہ)

iii. انسان کی ذہنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کو فروغ دینا اور ان میں اضافہ کرنا اور انسان کو ذمہ داری اور احتساب کے احساس سے متعارف کروا کر زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ کرنے پر ابھارنا۔

iv. انسان کے اندر خود اعتمادی، قابلیت اور جوش و جذبہ پیدا کرتے ہیں جو زندگی کے بنیادی مقاصد کے حصول میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

v. یہ اصول انسان کو بہادر اور حوصلہ مند بناتے ہوئے اس کو اپنی زندگی کے مقاصد کے حصول پر توجہ دینے کا شعور عطا کرتے ہیں جس سے انسان غیر قانونی، غیر اخلاقی اور غیر شرعی اعمال و حرکات سے باز رہتا ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

vi. یہ اصول سالک کی زندگی میں سلامتی، اطمینان اور خوشی کا احساس بیدار کرتے ہیں۔

vii. یہ اصول بندہِ مؤمن کو ایک پاکیزہ، صحت مند اور سود مند زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرتے ہیں جس میں انسان کو نہ ماضی کا کوئی پچھتاوا اور افسوس ہوتا ہے اور نہ ہی مستقبل کا ڈر اور خوف۔ ان اصولوں کے تحت سالک اللہ تعالیٰ کی قربت و دوستی کا حق دار ٹھہرتا ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾[30]

5.2-روحانی اثرات: نفسیاتی اثرات کے ساتھ ساتھ یہ اصول سالک کی روحانی ترقی میں اہم کردار ادا کرہیں۔ ان اصولوں پر جس بندہ مومن کی اصلاح اور تربیت ہوتی ہے اس کو درج ذیل روحانی فوائد واثرات نصیب ہوتے ہیں:

i. ان اصولوں پر عمل کرتے ہوئے جب انسان اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرتا ہے تو اس کے دل میں نرمی، ہمدردی، معافی اور رحمت کے جذبات فروغ پاتے ہیں جن کے سبب انسان اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت حاصل کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ﴾ [31](اور وہ لوگ جو ہمارے راستے میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انھیں اپنا راستہ دکھادیں گے۔)

ii. یہ اصول انسان کے دل سے برے خیالات، خواہشات، احساسات اور جذبات کو دور کر کے اس میں نیکی اور اچھائی کے جذبات کو فروغ و ترقی دیتے ہیں۔

iii. یہ اصول روح کے داغوں کو دھونے اور انسان کو ظاہری و باطنی پاکیزگی کا خیال رکھنے کی ترغیب دیتے ہیں اور ایمان وذکر سے دل وروح کو روشن کرتے ہیں۔

iv. ان اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے انسانی روح کو تقویت ملتی ہے اور مؤمنانہ بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے جس کی بدولت بندہ مؤمن سامنے نظر نہ آنے والی چیز کو بھی دیکھ سکتا ہے جیسے سیدنا عمر فاروق نے اسی مؤمنانہ بصیرت اور روحانی ترقی کی بدولت خطبہ جمعہ میں کہا یا ساریہ الجبل۔[32] مؤمن کی اسی روحانی طاقت کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: "اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ"[33] (مؤمن کی فراست سے بچو بے شک وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔)

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

v. ان اصولوں کو اپناتے ہوئے سالک ہمہ وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہتا ہے جس سے اللہ کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور سالک بالآخر اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی دوستی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا-وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾[34]

vi. یہ اصول سالک کو قلبِ سلیم کے حصول میں مدد دیتے ہیں جس کا معنیٰ ہے مطمئن اور راہِ مستقیم کا مسافر دل۔ اللہ نے ایسے ہی دلوں کے لیے فرمایا تھا: ﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾[35]

vii. ان اصولوں کو اپناتے ہوئے انسان اس دنیاوی زندگی میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی حقیقی اور دائمی کامیابی کا حصول ممکن بناتا ہے۔ یہ وہی کامیاب زندگی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً[36] (تو ہم اسے عطا کرینگے ایک پاکیزہ زندگی)

viii. انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت کردہ محبت، برکت، فراوانی اور خوشحالی کے حصول کے قابل بناتے ہیں۔

6-تزکیہ نفس اور وصول الی اللہ کے طریقے:

نقشبندی صوفیاء کے ہاں بنیادی طور پر تزکیہ نفس اور وصول الی اللہ کے تین طریقے رائج ہیں۔ ذکر اللہ، مراقبہ اور صحبتِ مرشد۔ ان تینوں کی نظامِ تربیت میں اہمیت وافادیت اور متعلقہ ضروری تفصیلات ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

6.1-ذکر اللہ: کسی بھی سلسلہ تصوف سے وابستہ ہونے کے بعد سالک کے لیے ابتدائی اسباق کے طور پر جو چیز ضروری اور اہم ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور ہمہ وقت اس کی یاد کو دل ودماغ میں پختہ کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اس کے مختلف ناموں کے ساتھ یاد کرنا، صبح شام اس کے ناموں کا ورد کرنا اور دیگر طریقوں سے اللہ کا ذکر کرنا ایک مشروع اور مطلوب عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا نہ صرف کثرت کے ساتھ ذکر کا حکم دیا[37] بلکہ ذاکرین کی تعریف اور عظمت کو بھی بیان کیا ہے۔[38] کہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ سب سے کٹ کر صرف اسی کے ہو جاؤ[39] اور کہیں ذکر کو حقیقی کامیابی کی ضمانت اور کنجی قرار دیا[40] اور فرمایا کہ کھڑے ہو یا بیٹھے یا لیٹے، ہر حال میں اس کو یاد کرو۔[41]

ذکر کی اس بنیادی اہمیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کو اپنی پوری زندگی، چاہے وہ جس حالت میں بھی ہو جس طریقے اور جس عضو (دل، زبان، عمل) سے ممکن ہو اللہ کے ذکر کے ساتھ گزارنی چاہیے۔ قرآن مجید

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

کے علاوہ نبی مکرم ﷺ نے بھی اپنے قول و عمل دونوں سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت اور اس کے ان گنت فضائل بیان کیے ہیں۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُومُونَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ فِيهِ إِلَّا قَامُوا عَنْ مِثْلِ جِيفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ لَهُمْ حَسْرَةً"[42]

(''جو لوگ بھی بغیر اللہ کو یاد کئے کسی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوتے ہوں تو وہ ایسی مجلس سے اٹھے ہوتے ہیں جو بدبو میں مرے ہوئے گدھے کی لاش کی طرح ہوتی ہے، اور وہ مجلس ان کے لیے باعث حسرت ہو گی)

اسی طرح ایک حدیثِ قدسی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''أَنَا مَعَ عَبْدِي حَيْثُمَا ذَكَرَنِي، وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاه[43]''

(میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں، اس وقت تک جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اپنے ہونٹ ہلاتا ہے۔)

ذکر اللہ کی اسی بنیادی، دینی و شرعی اہمیت کے پیشِ نظر مشائخِ نقشبندیہ نے اسے اپنے تربیتی نظام میں اہم بنیاد اور اساس کے طور پر شامل کیا ہے۔ عام طور پر سلسلہ نقشبندیہ میں ذکر کا جو طریقہ رائج ہے وہ ذکرِ خفی ہے اسی کو ذکرِ قلبی بھی کہا جاتا ہے۔ مشائخِ نقشبندیہ کے ہاں ذکرِ نفی واثبات (لا الہ الا اللہ) کا ذکر اور خبسِ دم یعنی سانس کو روک کر سانس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا معروف ہیں۔

6.2-مراقبہ: لغوی اعتبار سے مراقبہ کا معنی ہے: غور، تصوّر، سوچ بچار، دھیان، گیان، گردن جھکا کر فکر کرنا، حضوریِ دل سے خدا کا دھیان کرنا اور سب چیزوں کو چھوڑ کر خدا کا دھیان کرنا۔[44] تصوف یا صوفیاء کی اصطلاح میں معرفت الٰہی کے حصول کی خاطر ماسوائی اللہ سے توجہ ہٹا کر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف یکسو ہو جانا مراقبہ کہلاتا ہے۔ یا کسی بھی چیز کی طرف ہمہ تن متوجہ ہونے کا نام ہے۔ مثلاً کسی آواز کو سننے یا کسی چیز کو محسوس کرنے یا قلبی آنکھ سے دیکھنے کی کوشش کرنا۔[45]

شاہ ولی اللہؒ تصوف میں رائج مراقبے کی حقیقت اور اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مراقبے سے بحیثیت مجموعی مراد یہ ہے کہ سالک اپنی قوتِ ادراک کو پوری طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کے تصور میں لگا دے یا وہ نزع کی اس حالت کا دھیان کرے جب روح بدن کو چھوڑتی ہے یا اس طرح کی کسی اور کیفیت پر سالک اپنی توجہ کو یوں مبذول کرادے کہ اس کی عقل اس کے وہم و خیال کی قوت اور اس کے تمام کے تمام حواس اس کی توجہ کے تابع ہو جاہیں اور سالک پر ایسی کیفیت طاری ہو جائے کہ جو چیزیں محسوسات میں سے نہیں ہیں وہ اسے محسوس نظر آہیں۔"[46]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

مراقبے کی مزید وضاحت کرتے ہوئے شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: اس کی صورت یہ ہے کہ سانس کو تھوڑی دیر کے لیے ناف کے نیچے روکے اور اپنے تمام حواسِ مدرکہ کو اس مجرد بسیط معنیٰ کی طرف مرکوز کر دے جسے ہر سالک اللہ کا نام بولتے وقت تصور کرتا ہے۔"[47]

روحانی سلاسل میں مروّجہ مراقبے کی اقسام اور کیفیت کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ دہلویؒ لکھتے ہیں:

"صوفیاء کے ہاں مراقبے کی کئی قسمیں ہیں ان سب کے ضمن میں جامع اور مکمل صورت یہ ہے کہ کوئی آیتِ قرآنی یا کلمہ زبان سے بولے یا دل میں اس کو خیال کرے اور اس کے معنیٰ کو دل میں اچھی طرح سے جاگزیں کرے، پھر تصور کرے کہ یہ معنیٰ کیونکر ہے، اس کے تحقق اور ثبوت کی کیا صورتیں ہیں۔ پھر دل کو اس صورت پر قائم کرے یہاں تک کے دل میں اس کے سوا کسی دوسرے معنیٰ کا گزر نہ ہو اور اس میں استغراق کی کیفیت پیدا ہو جائے۔"[48]

مراقبے کی مشق کا مقصدِ اصلی توجہ کا حصول ہے۔ مراقبے کے ذریعے جب سالک اپنے حواس اور کیفیات پر اختیار حاصل کر لیتا ہے تو وہ خود کو اور اپنے خیالات واحساست کو یادِ الٰہی میں محو و مستغرق کرنے پر بھی اختیار حاصل کر لیتا ہے۔ مراقبے کی مشق سے طالبِ حق دل میں پیدا ہونے والے وساوس وخیالات سے چھٹکارا حاصل کر کے اپنے دل کو یادِ الٰہی میں مشغول رکھ سکتا ہے۔

6.3-صحبتِ مرشد: مرشد کا لغوی معنیٰ ہے "ہدایت کرنے والا، سیدھی راہ بتانے والا، راہنما، ہادی، پیر اور استاد"[49] اصطلاح صوفیاء میں صحبتِ مرشد سے مراد ہمہ وقت یا اکثر اوقات اپنے شیخ یا پیر کی مصاحبت اور سنگت اختیار کرنا ہے۔ کسی بھی کامل شیخ، استاد یا ولی کی صحبت وہ اثر دیکھا سکتی ہے جو انسان خود محنت اور عبادت و ریاضت سے نہیں حاصل کر سکتا۔ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں جب عرب کے بدو، غلام اور عام انسان آتے ہیں تو آپ ﷺ کی صحبت کے اثر میں وہی عام لوگ، بدو اور غلام مادی و روحانی میدانوں میں اس قدر ترقی کرتے ہیں کہ عقلیں یقین کرنے سے قاصر ہو جاتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مسلمانوں کے خلیفہ بنے اور اپنا آخری حج کر کے واپس آرہے تھے کہ اس وادی سے گزر ہوا جہاں آپ قبولِ اسلام اور صحبتِ رسول سے قبل اپنے والد کے اونٹ چرایا کرتے تھے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف بیان فرمائی کہ جس نے انہیں اتنی بڑی سلطنت کا حاکم بنایا۔[50]

یہ نبی کریم ﷺ کی صحبت کا ہی اثر تھا کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہنے والے عبادلہ اربعہ نے وہ روحانی و علمی ترقی حاصل کی کہ ان میں سے کوئی فقہ کا امام بن گیا کوئی تفسیر کا امام ہو گیا کوئی سنت و حدیث کا امام و پیشوا بن گیا۔ یہ تمام مقام و مرتبہ صحبتِ رسول ﷺ کے سبب تھا۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

نقشبندی صوفیاء کے ہاں تزکیہ نفس اور اصلاحِ باطن کے لیے صحبتِ مرشد نہایت ضروری ہے اسی لیے مشائخِ نقشبندیہ کے ہاں وصول الی اللہ کے بنیادی طریقوں اور ذرائع میں سے ایک اہم طریقہ صحبتِ مرشد ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"مشائخِ نقشبندیہ کے نزدیک وصول الی اللہ کا تیسرا طریقہ اپنے مرشد کے ساتھ کمال درجے کا رابطہ اور تعلقِ خاطر ہے۔ اس کی شرط یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ اور یادداشت کی دائمی مشق سے بہرہ ور ہو۔ ایسے مرشد کی صحبت اختیار کرے تو سوائے اس کی محبت کے اپنی ذات کو ہر شے کے تصور اور خیال سے خالی کرے اور مرشد کے فیض کا منتظر رہے۔"[51]

اولیااللہ کی ہم نشینی اور ان کی سنگت اختیار کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ﴾[52]

(اور روکے رکھیے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام طلب گار ہیں اس کی رضا کے اور نہ ہٹیں آپ کی نگاہیں ان سے)

اصلاً تو اس آیت میں نبی مکرم ﷺ کو اپنے اصحاب کو اپنی صحبتِ مبارکہ سے سرفراز فرمانے کا حکم دیا گیا ہے لیکن اس آیت کا حکم عام ہے یعنی جہاں بھی جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر میں مشغول ہو گا اس کی ہم نشینی اور مصاحبت اختیار کی جاسکتی ہے۔ صوفیاء کرام کے ہاں اس صحبت اور سنگت کو رابطہ بالشیخ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ روحانی ترقی کے لیے تصوف میں رابطہ بالشیخ ایک ضروری چیز ہے۔ رابطہ بالشیخ یا صحبتِ مرشد کی اہمیت کے بارے میں مولانا رومؒ کا مشہور و معروف اور زبان زدِ عام شعر درج ذیل ہے:

مولوی ہر گز نشد مولائے روم
تا مریدی شمس تبریزی نشد[53]

(اگر رومی شمس تبریز کا مرید نہ ہوتا تو کبھی بھی یہ مقام حاصل نہ کر سکتا۔)

صحبتِ مرشد کی اسی ضرورت و اہمیت کے پیشِ نظر مشائخِ نقشبندیہ نے اپنے نظامِ تربیت میں اس کو ایک اصول کے طور پر شامل کیا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں سالک کو تزکیہ نفس اور روحانی ترقی کے لیے صحبتِ مرشد کو لازمی پکڑنا ہوتا ہے۔ صحبتِ مرشد کے علاوہ تمام ذکر کردہ اصولوں کی کماحقہ پیروی کرنا سالک کے لیے ضروری ہے۔ درج بالا بحث کی روشنی میں اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو نقشبندی سلسلے کا روحانی تربیت کے حوالے سے پورا نظام انہی اصولوں اور اصطلاحات پر قائم ہے۔ یہ تربیتی نظام طالبِ حق کی تزکیہ نفس و اصلاحِ باطن کے ضمن میں نہایت اہم اور مؤثر کردار

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

ادا کرتا ہے جیسا کہ سطورِ بالا میں تفصیلاً بیان کیا جا چکا ہے۔ مزید یہ کہ دورانِ تحقیق و بحث جو نتائج اخذ کیے گئے وہ درج ذیل ہیں۔

7-نتائجِ بحث:

اس مقالے کی تکمیل کے بعد ہم درج ذیل نتائج حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں:

- احسان و تصوف یا جدید اصلاح میں خانقاہی نظام دینِ اسلام کے ایک بنیادی شعبہ یعنی اخلاقیات کی اصلاح کے لیے قرآن و سنت کے اصولوں پر مبنی ایک ایسا نظام ہے جو پیغمبرِ اسلام ﷺ کے بنیادی مقاصدِ نبوت میں سے ایک مقصد تزکیہ نفس و اصلاحِ باطن کے حصول کے لیے ایک ذریعہ ہے۔
- اخلاق و کردار اور اصلاحِ باطن کے لیے برصغیر پاک و ہند میں چار مشہور و معروف سلاسلِ تصوف میں سلسلہ نقشبندیہ ایک امتیازی اور انفرادی خصوصیات کا حامل ایسا نظامِ تربیت رکھتا ہے جس کے چند اہم اصول و اصطلاحات ہیں جن پر اس پورے تربیتی نظام کا مدار ہے۔
- سلسلہ نقشبندیہ کے بانی صوفیاء میں خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ اور خواجہ بہاءالدین نقشبندؒ کا نام قابلِ ذکر ہے جنہوں نے اس سلسلے کو لازوال شہرت عطا کی اور اس سلسلے کے نظامِ تربیت کے بنیادی اصول و ضوابط مرتب کیے۔
- اس سلسلے کے نظامِ تربیت کی بنیاد جن اصولوں پر رکھی گئی وہ کل گیارہ اصول ہیں جن میں سے آٹھ اصول خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ نے اور تین اصول خواجہ بہاءالدین نقشبندؒ نے متعارف کروائے۔
- سلسلہ نقشبندیہ کے نظامِ تربیت کے بنیادی اصول راہِ حق کے طالب پر بہت سے نفسیاتی اور روحانی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ انہی اصولوں کے زیرِ اثر سالک اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت، اطمینان و سکونِ قلب، روحانی و فکری بالیدگی اور اخوت و رواداری جیسی عظیم صفات اور نعمتوں کا حق دار ٹھہرتا ہے۔
- اس تربیتی نظام کے اثرات میں سے سالک کا بے خوف و نڈر ہو جانا، مایوسی اور قنوطیت سے دور ہو جانا، اور قلبِ سلیم و صحیح کے حصول کے ساتھ ساتھ حقیقی اور دائمی کامیابی کا حق دار ہو جانا ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

- سلسلہ نقشبندیہ میں روحانی تربیت کے لیے مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہونا ضروری ہے۔اس کے بعد ذکرِ الٰہی ، مراقبے اور صحبتِ مرشد کے ذریعے سالک کو روحانیات کے مختلف مراحل طے کروائے جاتے ہیں جن کے ذریعے سالک معرفت الٰہی کو حاصل کر لیتا ہے۔
- اس سلسلے کی خصوصیات میں سے اہم خاصیت شریعتِ اسلامیہ کی کامل اتباع و پیروی ہے۔اسی لیے سلسلے کے تمام تربیتی اصول قرآن وسنت سے ثابت اور اخذ شدہ ہیں۔

8۔ تجاویز وسفارشات:

اس مقالے میں کی گئی بحث و تحقیق کے بعد درج ذیل تجاویز وسفارشات ضروری معلوم ہوتی ہیں:

- سلسلہ نقشبندیہ کے بنیادی اصولوں میں سے ہر ایک کے ظاہری و باطنی معانی ہیں لہذا ان اصولوں کی مشق کرنے سے پہلے ان کے ہر دو معانی سے آگاہی حاصل کی جائے۔
- سالک کو ان اصولوں پر تربیت حاصل کرنے کے لیے کسی کامل شیخ یا استاد کی ضرورت لازمی ہوتی ہے اس لیے ان اصولوں کی مشق کسی کامل استاد و شیخ کی تربیت میں رہ کر کی جانی چاہیے۔
- عورتوں کی بیعت کے حوالے سے پیر یا شیخ کو بھی اور خود ان عورتوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ عملِ بیعت دور سے ہی ہو بغیر ہاتھ چھوئے۔کیوں کہ یہی سنت رسول ﷺ ہے۔
- بیعت ہمیشہ کسی جائز اور مشروع عمل پر ہی کی جانی چاہیے۔اگر کوئی شیخ کسی غیر شرعی عمل پر بیعت کا حکم دے تو قطعاً بیعت نہیں کرنی چاہیے۔
- صحبتِ مرشد اگرچہ روحانی ترقی میں انتہائی اہم ذریعے اور سبب ہے تاہم اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ سالک اپنے شیخ یا پیر کو کسی بھی لحاظ سے اور کسی بھی درجے میں نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر تصور نہ کرے۔لاعلمی اور جہالت میں کچھ مرید ایسا تصور کر لیتے ہیں لہذا اس حوالے سے مریدوں کی تربیت کی ضرورت ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

- مرشد و شیخ کا حکم ماننا بے شک مرید کے لیے ضروری اور لازمی ہے کیوں کہ وہ تربیتی عمل میں اس کا استاد ہے لیکن اس معاملے میں بھی حدود کی پابندی لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ورسول ﷺ کے حکم کے خلاف اگر پیر کا حکم ہو تو اس کو نہ مانا جائے۔
- نقشبندی سلسلے میں رائج تمام اذکار واوراد اور دیگر امور مراقبہ، صحبتِ مرشد وغیرہ مقصودِ حقیقی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور تزکیہ باطن کے لیے مختلف اسباب وذرائع ہیں لہذا ان تمام امور کو ذرائع و اسباب ہی سمجھنا چاہیے نہ کہ مقصودِ اصلی۔

حواشی وحوالہ جات

[1] نظامی، خلیق احمد، تاریخِ مشائخِ چشت، مشتاق بک کارنر، لاہور، ص130

[2] محمد اکرم، رودِ کوثر، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، 2005ء، ص191

[3] ہاشمی، حمید اللہ شاہ، احوال وآثار حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، تصوف فاؤنڈیشن لاہور، 2000ء، ص64

[4] الفتح/ 10

[5] کیلانی، عبدالرحمٰن، تیسیر القرآن، مکتبہ السلام لاہور، 1432ھ، ج4ص247

[6] توبہ/ 111

[7] الازہری، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 1999ء، ج2ص255

[8] نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، کتاب البیعة، باب البیعة علی فراق المشرک، ح 4183

[9] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب کیف یبایع الامام الناس، ح 7201

[10] سنن نسائی، کتاب البیعة، باب بیعة النساء، ح 4185

[11] دہلوی، شاہ ولی اللہ، رسائل شاہ ولی اللہ، (مترجم) سید محمد فاروق القادری، تصوف فاونڈیشن، لاہور، ج1ص48

[12] خباز، ملّا حسین، نقشبندی، معمولات حضراتِ نقشبندیہ، (مترجم: ملک فضل الدین نقشبندی)، سنی لیٹریری سوسائٹی، لاہور، 1996ء ص7۔8

[13] مشکوٰۃ المصابیح، باب استحباب المال والعمر لطاعة، قدیمی کتب خانه، کراچی ص 451- مسند احمد بن حنبل، عن شداد بن اوس، المکتب الاسلامی، ج 4 ص 124- السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الجنائز، دار صادر بیروت، ج 3 ص 329- المستدرک للحاکم، کتاب الایمان، دار الفکر بیروت، ج 1 ص 57

[14] النازعات/40-41

[15] النور/ 30

[16] توکلی، نور بخش، تذکرہ مشائخِ نقشبندیہ، مشتاق بک کارنر، لاہور، ص105

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

[17] الذاریات/ 21

[18] النور/ 37

[19] النساء /103

[20] قصوری، محمد صادق، تذکرہ نقشبندیہ خیریہ، کتب خانہ خیریہ، پشاور، 2007ء، ص116

[21] تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص106

[22] البقرۃ/ 281 آلِ عمران/ 83

[23] صحیح بخاری، کتاب الایمان،فضل من استبراء لدینه، ح 52

[24] الحشر/ 18

[25] (وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ) سورۃ الزمر آیت 54

[26] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع، ح 2459

[27] سید عبدالقادر شاہ، سلوکِ مجدّدیہ، مینار بک ڈپو سیلز اینڈ پبلیشرز، حیدر آباد، ص39

[28] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک خدمت گزار (کنیز) مانگنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ سے کام کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جو تمہارے لیے خدمت گزار سے بہت بہتر ہے؟ جب تم بستر پر جاؤ تو تینتیس بار سبحان اللہ کہو، تینتیس بار الحمدللہ کہو اور چونتیس بار اللہ اکبر کہو۔ دیکھیے: (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاوالتوبۃ والاستغفار، باب التسبیح اوّل النھار وعند النوم، ح6918)

[29] الطلاق/ 2

[30] یونس / 62

[31] العنکبوت/69

تفصیل کے لیے دیکھئے: (اسد الغابۃ فی معرفة الصحابه، از ابن الأثیر، دارالکتب العلمیة، 1994ء، ج 2 ص 380-[32]

[33] جامع الترمذی، کتاب التفسیر القرآن، باب و من سورة الحجر، ح 3127

[34] العنکبوت/69

[35] الشعراء/ 88-89

[36] النخل/97

[37] الاحزاب/ 41

[38] آلِ عمران/ 191

[39] المزمل/ 8

[40] الجمعة/ 10

[41] النساء /103

[42] ابو دؤاد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الآداب، باب کراهیة ان یقوم الرجل من مجلسه ولا یذکر الله، ح 4855

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI:

[43] سنن ابن ماجہ، کتاب الآداب، باب فضل الذکر، ح 3792

[44] فیروز الدین، فیروز اللغات (اردو جامع) فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ص1224

[45] سید شبیر احمد کاکاخیل، فہم التصوف، شعبہ نشرواشاعت خانقاہ امدادیہ راولپنڈی، ص275

[46] دہلوی، شاہ ولی اللہ، ہمعات، مترجم: پروفیسر محمد سرور، سندھ ساگر اکادمی، لاہور، 1946ء، ص73-74

[47] دہلوی، شاہ ولی اللہ، رسائل شاہ ولی اللہ، (مترجم: سید محمد فاروق القادری) تصوف فاؤنڈیشن، لاہور، 1999ء، ج1 ص71

[48] رسائل شاہ ولی اللہ، ج1 ص59

[49] فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز لاہور، ص1229

[50] تفصیل کے لیے دیکھئے: (الاستیعاب فی معرفة الاصحاب،از یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر، دارالجیل، بیروت، 1992، ج۳،ص 1157-

[51] رسائل شاہ ولی اللہ، ج1 ص71

[52] الکھف/ 28

[53] یہ شعر مولانا روم سے منسوب ہے اور زبان زدِ عام وخاص ہے لیکن مولانا روم کے دیوان میں یہ شعر موجود نہیں ہے۔

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).